قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 3/ دسمبر 2022ء | 8/ جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 3/ فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:265

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِکُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّیۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۴۹﴾

(البقرہ: 149)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے عرض کی کہ دولت مند لوگ سارا ثواب لے گئے۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں اور پھر اپنے زائد اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو مال نہیں دیا جو تم بطور صدقہ خرچ کرو؟ یاد رکھو ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے اور اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہنا صدقہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بلکہ وظیفہ زوجیت ادا کرنا بھی صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اپنی خواہش پوری کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر کوئی حرامکاری کا مرتکب ہو تو اس کو گناہ ہوگا تو اسی طرح اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حلال اور جائز راہ اختیار کرے تو اس کو ثواب بھی ملے گا۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 658)

فرمان خلیفۂ وقت

نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ تمہاری زندگی کا مقصد اور مطمح نظر جس کو سامنے رکھ کر ایک انسان اپنے راستوں کا تعین کرتا ہے، وہ یہ ہونا چاہئے کہ تم نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے اور جب ہر مومن، ہر احمدی ایک لگن کے ساتھ، ایک تڑپ کے ساتھ اس دوڑ میں شامل ہوگا کہ اس نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے تو تصور کریں کہ ایسی صورت میں کس قدر حسین معاشرہ قائم ہوگا۔ جہاں عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم ہو رہے ہوں گے اور دوسری نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہوں گے۔ کچھ تو ایک دوسرے کو دیکھ کر اس رنگ میں رنگین ہو رہے ہوں گے کہ ہم نے بھی وہ معیار حاصل کرنے ہیں جو دوسرے حاصل کر رہے ہیں۔ ان کو بھی یہ فکر ہوگی کہ ہم نے بھی خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں جو ہمارے بھائی حاصل کر رہے ہیں۔ دوسروں کی عبادتوں اور نیکیوں کو دیکھ کر حسد کے جذبے پیدا نہیں ہوں گے بلکہ ان پر رشک آئے گا اور پھر خود بھی ان نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش ہوگی۔ صحابہ کرام اس طرف بہت توجہ دیا کرتے تھے اور بڑی فکر کے ساتھ توجہ دیا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ 29/ اپریل 2005ء بحوالہ خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 268-269)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

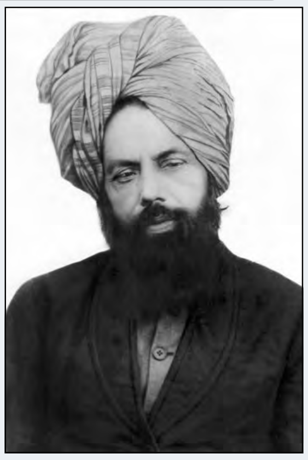

حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَیِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِیۡن

’’اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ۔ مُقۡتَصِدٌ۔ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰت۔ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔ مُقۡتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ اُن پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں، پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰت وہ ہوتے ہیں کہ اُن سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کے حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ اُن سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالات میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَیِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِیۡن۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 442-443 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- میں کیا بنوں گا (منظوم)
- ریاکاری ایک شرک خفی
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
- اپنے جائزے لیں
- مقابلہ تیز پیدل چلنا - جامعہ احمدیہ جرمنی
- سو سال قبل کا الفضل

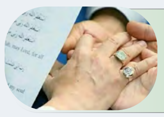

دربارِ خلافت

اگر جلسہ کے مقصد سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے تو...

قادیان کے احمدیوں کی مستقل آبادی کو بھی اپنے سینوں کو ٹٹولنا ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر جلسہ کے مقصد سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے سب شامل ہونے والے جلسہ میں شامل ہوں جو جلسہ کے مقاصد میں سے ایسا اہم مقصد ہے جس کا آپ نے خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ امیری، غریبی اور بڑے ہونے اور چھوٹے ہونے کے فرق کو مٹا دیں۔ ذاتی رنجشیں بھی ہیں تو یہاں اس ماحول میں وہ ایک دوسرے کے لئے اس طرح دُور کر دیں جیسے کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔ قادیان کے احمدیوں کی مستقل آبادی کو بھی اپنے سینوں کو ٹٹولنا ہوگا۔ اپنے دلوں کے جائزے لینے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسا موقع عطا فرمایا کہ مسیح موعود کی بستی میں رہتے ہیں جس کا ماحول ویسا ہونا چاہئے جیسا کہ زمانے کے امام نے خواہش کی تھی اور اس کے لئے جماعت کی تربیت کی کوشش کی اور پھر اس بات کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں یعنی وہاں رہنے والوں کو اپنی زندگی میں ایک اور موقع دیا کہ جلسہ میں شامل ہوں اور اپنی تربیت کے اس اعلیٰ موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔ پس جہاں ہر آنے والا اس محبت و اخوت کے تعلق اور رشتے کو قائم کرے، وہاں اس بستی میں رہنے والا ہر احمدی بھی اس طریق پر اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ یہی جائزے پھر دنیاوی خواہشات سے بھی دلوں کو پاک کریں گے اور آخرت کی طرف بکلّی جھکنے کا خیال اور احساس پیدا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگا۔ اس دنیا کی خواہشات کی فکر نہیں ہوگی بلکہ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ (الحشر:19) کا مضمون جو ہے، یہ سامنے ہوگا۔ یہ کوشش ہوگی کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے اور اُخروی زندگی کی بھلائیاں چاہنے کے لئے اس دنیا سے کیا آگے بھیجنا ہے۔ زہد اور تقویٰ پر نظر رکھنی ہے یا دنیاداری کا نمونہ دکھانا ہے اور خدا تعالیٰ کے خوف کو دل سے نکال کر یہ زندگی گزارنی ہے۔ عہدِ بیعت کی پابندی کرنی ہے یا عہدِ بیعت کا خوبصورت بَیج صرف سینے پر لگا کر اپنے آپ کو عہدِ بیعت کو پورا کرنے والا سمجھنا ہے۔ خدا ترسی، پرہیز گاری اور نرم دلی کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے ہیں یا ظلم و جور اور بد اخلاقی اور بد کلامی جیسی برائیوں کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہوئے اپنے عمل سے اُس کے اظہار کرنے ہیں۔ عاجزی اور انکساری کے نمونے قائم کرنے ہیں یا تکبر و غرور سے اپنے سروں اور گردنوں کو اکڑا کر چلنا ہے۔ سچائی کے خوبصورت موتی بکھیرنے ہیں یا جھوٹ کے اندھیروں کی نذر ہو کر خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینی ہے۔ دینی مہمات کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہوئے مسیح محمدی کے مشن کی تکمیل کرنی ہے یا دنیاداری کی چمک دمک میں ڈوب کر اپنے مقصد کو بھولنا ہے۔ پس یہ جائزے اور اپنے عمل کا تنقیدی جائزہ ہمیں بتائے گا کہ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ کو کس حد تک ہم نے اپنے سامنے رکھا ہوا ہے۔ پس جلسہ کے یہ تین دن ان باتوں کا جائزہ لینے کے لئے اور اپنے عمل خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کے لئے بہترین دن ہیں جبکہ ایک دوسرے کا روحانی اثر قبول کرنے کا بھی رجحان ہوتا ہے۔ تہجد کی اجتماعی اور انفرادی ادائیگی ایک خاص ماحول پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سجدہ گاہوں اور دعاؤں کی جگہیں بھی بہت سے دلوں کو بے قرار دعاؤں کی توفیق دے رہی ہوتی ہیں۔ لا محسوس طریقے پر انتشارِ روحانیت کا ماحول ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 27/ دسمبر 2013ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 710-711)

میں کیا بنوں گا

مجھے ایک ننھا سا لڑکا نہ سمجھو
مجھے اس قدر بھولا بھالا نہ سمجھو

مجھے کھیلنے کا ہی شیدا نہ سمجھو
سمجھتے ہو ایسا تو ایسا نہ سمجھو

میں طاقت میں رستم سے بہتر بنوں گا
بہادر بنوں گا، دلاور بنوں گا

میں پڑھ لکھ کے اوروں کا رہبر بنوں گا
ارسطو بنوں گا سکندر بنوں گا

سبق نیکیوں کے مجھے یاد ہوں گے
بہت سے ہنر مجھ سے ایجاد ہوں گے

بہت مجھ سے خوش میرے استاد ہوں گے
عزیز اور ماں باپ سب شاد ہوں گے

سچائی سے ہرگز نہ شرماؤں گا میں
بھلائی ہر اک سے کیے جاؤں گا میں

مصیبت میں بالکل نہ گھبراؤں گا میں
برائی کی راہوں سے کتراؤں گا میں

مری گفتگو ہوگی ساری کی ساری
بہت اچھی اچھی بہت پیاری پیاری

میں بولوں گا محفل میں جب اپنی باری
تو ہوگی مری بات میں پائیداری

نہ میں دل دکھانے کی باتیں کروں گا
نہ ہرگز رلانے کی باتیں کروں گا

کلام: حفیظ جالندھری
مرسلہ: درثمین احمد۔جرمنی

اداریہ

ریا کاری ایک شرک خفی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کاری کے حوالہ سے بہت جگہ پر مسلمانوں کے لئے تعلیم بیان فرمائی ہے۔ بلکہ اسے شرک اصغر، شرک السرائر یعنی مخفی شرک قرار دیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! شرک خفی سے بچو۔ صحابہؓ نے شرک خفی کی تشریح چاہی تو آپؐ نے فرمایا ایک شخص سنوار کر نماز پڑھتا ہے اور اس کی خواہش و کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں اور بزرگ سمجھیں۔ یہی دکھاوے کی خواہش شرک خفی ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 833)

- ایک موقع پر آپؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ شرک اصغر سے ڈرتا ہوں۔ صحابہؓ کے شرک اصغر کے بارے پوچھنے پر فرمایا: ’’ریاکاری‘‘

(مسند احمد الرسالہ روایت 23630)

- ایک اور روایت میں ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بارے میں شرک کا خوف ظاہر فرمایا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ کیا آپؐ کے بعد آپؐ کی امت شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا وہ لوگ چاند و سورج اور بتوں کی پرستش نہیں کریں گے مگر ریا کاری کریں گے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے کام کریں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب الریاء والسمعہ)

گویا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کاری کو آخری زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا ہے جس کی اصلاح کے لئے مہدی و مسیح نے آنا تھا۔ آج ہم سر عام اس بیماری کو مسلمانوں کے بعض طبقات میں دیکھتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ایسے لوگوں کے حج کے فعل کو پیش کر سکتے ہیں جو صرف دکھاوے کے لئے اس لئے حج کرتے ہیں کہ حاجی یا الحاج کہلوا کر ان کا کاروبار چمکے۔ لوگ ارد گرد کی دوسری دکانیں چھوڑ کر حاجی صاحب کی دکان پر اس لئے آئیں کہ یہ دیانت دار ہوں گے۔ خواہ یہ حاجی کے لیبل تلے بے ایمانی ہی کرتے ہوں۔

آج کل عمرہ پر گئے بعض لوگ واٹس ایپ پر میسجز کر کے دکھاوا کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ موقع دعاؤں کا موقع ہوتا ہے۔ ایک دوست نے عمرہ سے واپسی پر مجھے فوٹو گراف بھجوا کر بار بار لکھا۔ یہ میرا ساتواں عمرہ ہے۔ میں نے انہیں سمجھایا اپنا ثواب کیوں ضائع کر رہے ہو۔ اگر خدا نے آپ کو توفیق سے نوازا ہے تو دکھاوا تو نہ کرو۔ یہی کیفیت عید کے روز قربانی کے جانوروں کے دکھاوے میں ہوتی ہے حالانکہ اللہ نے واضح فرما دیا کہ خدا تک خون نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔

بعض لوگ اپنے ماتھے پر گرم دھات کے آلہ سے محراب بنواتے ہیں تا لوگ انہیں نمازی، پرہیز گار کہیں۔ بعض لوگ آستانے بنا لیتے ہیں، صوفی پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے بیڈ رومز میں جائے نماز یا مصلّٰی بچھائے رکھ کر اپنی پرہیز گاری کا تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نمازوں کو لوگوں کی موجودگی میں لمبا کرنا، سجدے لمبے کرنا یہ عجب، ریاکاری کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ سورۃ الماعون میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۵﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ﴿۶﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ﴿۷﴾

(الماعون: 5-7)

ترجمہ: پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 83 ایڈیشن 1988ء)

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو۔ خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 301)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر ہے؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہو گی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 10 صفحہ 205)

شرک کی جب بات ہو تو یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ اور بدیاں معاف کر دیتا ہے ماسوائے شرک کے۔ شرک خفی ایک ایسا شرک ہے کہ جو انسان اس مخفی شرک میں مبتلاء ہوتا ہے وہ متکبر بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو خدا کے مقابل پر لا کھڑا کرے تو یہ شرک ناقابل معافی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض شہرت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس رنگ میں شہرت دے گا کہ آخر کار اس کے عیب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ان میں وہ رسوا اور بدنام ہو جائے گا اور جو شخص ریاکاری سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری سب پر ظاہر کر دے گا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسمعہ)

اس ریاکاری میں تعریف، ستائش، عُجب پسندی، دکھاوا بھی آجاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑ چھوڑ کر تہبند باندھ کر دکھاوے کو ناپسند فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال یعنی خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اس ضمن میں صاف ستھرے کپڑے پہننا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا عُجب پسندی میں نہیں آتا۔ اس کو شکر خداوندی کے زمرے میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اصل میں تو نیّت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یا دولہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے ...... پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ...... اسی طرح مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریاکاری جیسی لعنت اور جنت سے دور کرنے والی بدی سے دور رہنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ

قسط 9

بیکار پڑے ہیرے

میں گزشتہ دنوں کراچی میں تھا کہ ایک غیر احمدی گریجوایٹ جو عرب کے علاقہ میں کام کرتے ہیں مجھ سے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ ریل میں مجھے آپ کا ایک مرید ملا جس نے مجھے ایک رسالہ دیا اور پھر کچھ تبلیغ بھی کی مگر جب میں نے اس سے نبوت کے متعلق سوال کیا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

اس کے بعد وہ مجھے خیر خواہ بن کر کہنے لگا آپ ایسا انتظام کریں کہ آپ کی جماعت میں جو جاہل لوگ ہیں وہ دوسروں کو تبلیغ نہ کیا کریں۔ کیونکہ ایسے آدمیوں کو تبلیغ کے لئے بھیجنا بالکل فضول ہے صرف ایسے ہی لوگوں کو بھجوانا چاہئے جو تمام مسائل سے واقفیت رکھتے ہوں۔

اِس کے بعد انہوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جس کا میں نے انہیں جواب دیا اور پوچھا کہ کیا اب آپ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اب میں یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ پھر میں نے اُن سے کہا آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ اَن پڑھ تھا اور تبلیغ کی اجازت ایسے ہی لوگوں کو دینی چاہئے جو پڑھے لکھے ہیں، حالانکہ آپ میرے پاس اُسی کی تبلیغ کے نتیجہ میں آئے ہیں۔ اگر وہ آپ کو تبلیغ نہ کرتا تو آپ یہاں بھی نہ آتے۔ بیشک آپ بی۔ ایس۔ سی ہیں اور وہ شاید پرائمری تک پڑھا ہوا ہو مگر اُس پرائمری پڑھے ہوئے شخص کے دل میں ایک جوش تھا اور اُس نے چاہا کہ وہ نعمت جو اُس کے پاس ہے آپ اس سے محروم نہ رہیں چنانچہ اُس نے آپ کو تبلیغ کی اور آپ اسی کے نتیجہ میں مجھ سے ملنے آ گئے۔ پس آپ کو اس کے اخلاص کی قدر کرنی چاہئے۔

تو جماعت کے دوستوں کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں۔ اسی وجہ سے بعض بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں مگر اپنے دل میں تبلیغ کا ایسا جوش رکھتے ہیں جو بہت ہی قابلِ قدر ہوتا ہے۔

اس کراچی کے سفر میں گجرات کا ایک نوجوان میرے ساتھ تھا اُس کے طریقِ عمل سے بعض دفعہ تکلیف بھی ہوتی مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے اندر جوش اور اخلاص رکھتا تھا۔

چنانچہ ایک سٹیشن پر اسے گجرات کا ہی ایک آدمی مل گیا وہ اُس کا واقف نہیں تھا صرف زبان سے اُس نے سمجھ لیا کہ یہ بھی گجرات کا ہے۔ چنانچہ اُس نے اُس سے باتیں شروع کر دیں اور کہا کہ تم یہاں کس طرح آئے ہو؟ اُس نے بتایا کہ میں سندھ میں نوکر ہوں۔ غرض اِسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ اُسے میرے پاس لا کر کہنے لگا اِن سے مصافحہ کرو۔ چنانچہ اُس نے مصافحہ کیا۔ پھر وہ کہنے لگا انہیں دعا کے لئے بھی کہو۔ چنانچہ اس نے دعا کے لئے بھی کہا۔ پھر کہنے لگا اب تمہیں بیعت کر لینی چاہئے حالانکہ نہ اُس نے احمدیت کا نام سُنا ہوا تھا اور نہ اُسے مسائل وغیرہ کا کوئی علم تھا۔ بس پہلے اُسے مصافحہ کرایا پھر اُسے کہہ دیا کہ ان سے اپنے لئے دعا کراؤ اور اس کے بعد اُس پر زور دینا شروع کر دیا کہ اب بیعت بھی کر لو۔

میں نے اُسے سمجھایا کہ یہ تو احمدیت کے مسائل سے کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتا اِسے بیعت کے لئے کیوں مجبور کرتے ہو؟ مگر وہ بیچارہ یہی سمجھتا تھا کہ تبلیغ یہی ہے کہ دوسرے کو جھٹ بیعت کے لئے کہہ دیا جائے۔

اِسی طرح ایک اور اسٹیشن آیا تو وہاں قادیان کا ایک شخص کھڑا تھا مگر یہ اسے پہچانتا نہیں تھا۔ دوڑ کر اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا آپ احمدی ہیں؟ اور جب اس نے کہاں ہاں۔ تو کہنے لگا ’’چنگّا پھر اَلحمدُ لِلّٰہ‘‘

میں نے اسے کہا کہ تم اس طرح نہ کیا کرو اس طرح لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ مگر وہ کہنے لگا نہیں جی! اس طرح تبلیغ ہوتی ہے۔ اپنے ذہن میں اس نے سمجھ رکھا تھا کہ جب احمدیت سچی ہے تو پھر اس کے لئے کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔

تو ہماری جماعت کے دوستوں کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں مگر افسوس ہے کہ ان میں سے کئی سے ہم نے صحیح رنگ میں کام نہیں لیا۔ وہ ہیرے ہیں جو خدا نے ہمارے ہاتھ میں دیئے مگر ہم ان ہیروں کو کاٹ کر منڈی میں نہیں لے گئے بلکہ وہ پتھروں کی طرح ہمارے گھروں میں بیکار پڑے ہوئے ہیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 485-486)

مومن اکیلا ہی قربانی کے لئے تیار رہتا ہے

مومن اکیلا ہی خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربانی کیا کرتا ہے اور دراصل وہ مومن ہی نہیں جو دوسرے کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے کہ وہ میری مدد کے لئے آتا ہے یا نہیں۔ مجھے اپنے زندگی کے کاموں میں سے جو بہترین کام نظر آیا کرتا ہے اور جس کا خیال کر کے بھی میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے وہ وہی واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر پیش آیا اور جس کا مَیں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وفات پا گئے تو میرے کانوں میں بعض لوگوں کی یہ آواز آئی کہ اب کیا ہو گا؟ حضرت مسیح موعودؑ کی بہت سی پیشگوئیاں ابھی پوری نہیں ہوئیں اور لوگ ان کی وجہ سے ہم پر اعتراض کریں گے۔ میں اُس وقت ایک کمرہ سے نکل کر دوسرے کمرہ کی طرف جا رہا تھا کہ یہ آواز میرے کانوں میں آئی۔ میں نے اِس آواز کو سُنا اور حضرت مسیح موعودؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر میں نے خدا تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اے خدا! میں حضرت مسیح موعودؑ کے جسم کے سامنے کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت

بھی مرتد ہو گئی تو میں اکیلا ہی تیرے دین کی اشاعت کروں گا۔

پس مومن کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ دوسروں کی طرف دیکھے بلکہ وہ اکیلا اپنے آپ کو ہی خدا تعالیٰ کے حضور جواب دِہ سمجھتا ہے۔ بے شک جن جماعتوں نے سُستی کی ہے میرا فرض ہے کہ میں انہیں توجہ دلاؤں مگر اِس کے یہ معنے نہیں کہ اگر اُنہوں نے قربانی کی تو میں کروں گا اور اگر نہ کی تو نہیں کروں گا۔ میرا قربانی کرنا اس لئے نہیں کہ وہ بھی قربانی کریں بلکہ مَیں تو اپنے مقام پر قربانی کرتا چلا جاؤں گا کیونکہ میرا خدا اسے براہ راست معاملہ ہے۔ اِسی طرح ہر مومن کا خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق ہوتا ہے اور خواہ اس کا کوئی ساتھ دینے والا ہو یا نہ ہو وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہمیں اِس کا نہایت اعلیٰ نمونہ نظر آتا ہے۔

بدر کی جب جنگ ہوئی تو اس وقت صحابہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عرشہ پر بٹھا دیا اور اِرد گِرد مضبوط پہرہ لگا کر تیز رَو اونٹنیاں آپ کے پاس کھڑی کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹنیاں کیسی ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے یہ اونٹنیاں یہاں اس لئے باندھی ہیں کہ اگر ہم تمام کے تمام اس جنگ میں مارے جائیں تو آپ ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں۔ وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاص میں ہم سے کم نہیں، مگر یا رسول اللہ! انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ جنگ ہونے والی ہے انہیں جب حقیقتِ حال کا علم ہو گا تو وہ بھی حضور کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور اس ثواب میں ہم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہمیں ایک وقت یہ بھی نظر آتا تھا کہ آپ الگ ایک عرشہ پر بیٹھ گئے اور صحابہؓ کی درخواست کو آپ نے منظور فرما لیا مگر یہ وہ وقت تھا جب مصیبت ابھی کھلے طور پر سامنے نہیں آئی تھی اور صحابہؓ کے قدم میدان جنگ سے اُکھڑے نہیں تھے بلکہ وہ دلیری کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں گے اور ہم ڈھیر ہو جائیں گے مگر دشمن کو آپ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ یہ اس موقع کی بات ہے اور آپ نے صحابہؓ کی

اس تجویز کو قبول کر لیا اور عرشہ پر بیٹھ گئے۔

مگر آپ کی زندگی میں ہی پھر ایک دوسرا موقع آیا۔ جب بعض ایسے واقعات کی وجہ سے جن کو بیان کرنے کا یہ موقع نہیں صحابہؓ کے پیر اُکھڑ گئے اور اسلامی لشکر منتشر ہوگیا۔ چار ہزار دشمن کے مقابلہ میں صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ صحابیؓ رہ گئے۔ اُس وقت چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور وہاں کھڑے رہنے والوں کے مارے جانے کا سَو فیصدی احتمال تھا۔ مگر جہاں بدر کے موقع پر صحابہؓ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں صفوں کے پیچھے ایک الگ مقام پر بیٹھنے کی درخواست کرتے ہیں اور آپ ان کی بات کو مان لیتے ہیں، وہاں غزوۂ حنین کے موقع پر صحابہؓ چاہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو واپس لوٹائیں بلکہ بعض آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں یارسول اللہ! یہ آگے بڑھنے کا موقع نہیں۔ مگر رسول کریم ﷺ ان کے ہاتھ کو جھٹک دیتے ہیں اور فرماتے ہیں چھوڑو میرے گھوڑے کی باگ کو اور یہ کہتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ میں نبی ہوں جھوٹا نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ تو بدر کے موقع پر صحابہؓ آپ کو پیچھے بٹھاتے ہیں اور آپ ان کی بات کو مان جاتے ہیں لیکن حنین کے مقام پر صحابہؓ جب چاہتے ہیں کہ آپ آگے نہ بڑھیں تو آپ ان کی درخواست کو ردّ کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں میں پیچھے نہیں ہٹوں گا بلکہ آگے بڑھوں گا۔ اس لئے کہ بدر کے موقع پر صحابہؓ جان دینے کے لئے تیار تھے اور رسول کریم ﷺ یہ سمجھتے تھے کہ اب جب کہ ذمہ داری کو صحابہؓ کی طرف سے ادا کیا جا رہا ہے تو مجھے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حنین کے موقع پر جب صحابہؓ بھاگ پڑے، بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض طبعی حالات کی وجہ سے، تو اُس وقت رسول کریم ﷺ نے سمجھا کہ اب کُلّیۃً ذمہ داری مجھ پر ہے اور میرا فرض ہے کہ خواہ کوئی میرے ساتھ ہو یا نہ ہو مَیں آگے بڑھوں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو اور مجھے آگے بڑھنے دو۔ اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ تو جب بعض مومن کمزوری دکھاتے یا اپنے فرائض کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں تو جو سچا مومن اور مخلص ہوتا ہے خدا اس سے کہتا ہے کہ اے میرے بندے! اب سب بوجھ تجھ پر ڈال دیا گیا ہے آگے آ اور اِس بوجھ کو اُٹھا کہ تیرے سِوا اب اس بوجھ کو اُٹھانے والا کوئی نہیں رہا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے اکلوتے بیٹے کی قربانی کرانے میں یہی حکمت پوشیدہ تھی۔ یوں تو ساری دُنیا سے ہی قربانی کرائی جاتی ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اکلوتے بیٹے کی قربانی کے مطالبہ کے یہی معنے تھے کہ اُس وقت دُنیا میں ان کے علاوہ اور کوئی اکلوتے بیٹے کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ تب خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اُٹھ اور میری راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کر۔ ورنہ واقعہ میں خدا کا یہ منشاء نہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ ایک انسانی قربانی کرائی جائے۔ اسلام میں انسانی قربانی جائز نہیں اور اسلام سے میری مراد صرف مذہبِ اسلام ہی نہیں بلکہ ہر سچا دین ہے کیونکہ قرآنی اصطلاح میں تمام سچے ادیان کا نام اسلام رکھا گیا ہے۔ پس ابراہیمی دین میں بھی انسانی قربانی جائز نہ تھی اور نوحؑ کے دین میں بھی انسانی قربانی جائز نہ تھی یہ قربانی کا مطالبہ درحقیقت اِسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تھا کہ جب خدا تعالیٰ کے لئے کوئی قربانی کرنے والا نہ رہے تو اُس وقت انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو فنا کر دے۔ یہی اکلوتے بیٹے کی قربانی کرنے کا مفہوم تھا کیونکہ اکلوتے بیٹے کی قربانی کے بعد نسل ختم ہو جاتی ہے اور یہی وہ مفہوم ہے جسے زندہ قومیں ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا کرتی ہیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 471-474)

حقیقی انقلاب کے لئے خود کو خدا کے سپرد کر دو

ہمارا فرض یہی نہیں کہ ہم اپنے آپ کو ایک تیز تلوار کی مانند بنائیں بلکہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دیں کیونکہ اگر تلوار بھی تیز ہو اور تلوار چلانے والا بھی ماہر ہو تو اس تلوار کا وار کوئی روک نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی سپاہی تھا جسے تلوار چلانے کی ایسی مشق تھی کہ وہ گھوڑے کو کھڑا کر کے ایک ہی ضرب میں اُس کے چاروں پاؤں کاٹ دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شہزادے نے اُسے ایک ہی وار میں گھوڑے کے چاروں پاؤں کاٹتے دیکھا تو وہ سپاہی کے پیچھے پڑ گیا اور کہنے لگا یہ تلوار مجھے دے دو مگر سپاہی نے وہ تلوار نہ دی۔ شہزادہ نے بادشاہ سے شکایت کر دی کہ فلاں سپاہی سے میں نے اُس کی تلوار مانگی تھی مگر وہ مجھے دیتا نہیں۔ بادشاہ نے اُس سپاہی کو بُلا کر ڈانٹا اور کہا کہ تم بڑے نمک حرام ہو میرے بیٹے نے تم سے تلوار مانگی اور تم نے وہ تلوار اِسے نہیں دی۔ سپاہی نے کہا بہت اچھا یہ تلوار حاضر ہے لے لیجئے۔ چنانچہ بادشاہ نے وہ تلوار لے کر شہزادے کو دے دی۔

شہزادہ خوشی خوشی اُس تلوار کو لے کر ایک گھوڑے کے قریب گیا اور زور سے اُس کے پاؤں پر ماری مگر بجائے چاروں پاؤں کٹنے کے گھوڑے کے پاؤں پر معمولی نشان بھی نہ پڑا۔ یہ دیکھ کر پھر وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے سپاہی نے دھوکا کیا ہے اور جو اصل تلوار تھی وہ چھپا کر اُس کی بجائے کوئی اور تلوار دے دی ہے کیونکہ اُس تلوار سے تو گھوڑے کے چاروں پیر کٹ جاتے تھے مگر اِس تلوار سے اس کا ایک پیر بھی نہیں کٹا۔

بادشاہ نے پھر اسے بُلا کر ڈانٹا اور کہا کہ اصل تلوار کہاں چھپا رکھی ہے، وہ نکال کر فوراً حاضر کرو۔ سپاہی نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! تلوار تو وہی ہے مگر بات یہ ہے کہ صرف تلوار کام نہیں کیا کرتی بلکہ تلوار کو چلانے والے کی مہارت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کے صاحبزادہ کو یہ ہنر نہیں آتا مگر مجھے آتا ہے اور اگر آپ کو شبہ ہے تو ابھی کسی گھوڑے کو میرے سامنے لائیے اور اِسی تلوار سے میرے ہنر کا مشاہدہ کر لیجئے۔ چنانچہ اُسی وقت ایک گھوڑا لایا گیا اور سپاہی نے اُسی تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی کہ اُس کے چاروں پاؤں یکدم کٹ گئے۔

تو بعض دفعہ ہتھیار اچھا ہوتا ہے مگر چونکہ چلانے والا اپنے فن میں ماہر نہیں ہوتا اس لئے وہ ہتھیار صحیح طور پر کام نہیں دیتا اور چونکہ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ انسانی ہاتھوں سے ہونے والا نہیں اِس لئے ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو بہتر تلوار سے بہتر بنائیں اور پھر اپنے آپ کو یہ کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیں کہ سپردم بتو مایہ خویش را۔

کہ الٰہی! جس حد تک اپنے خیالات کی اصلاح ممکن تھی، جس حد تک اپنے افکار کی اصلاح ممکن تھی، جس حد تک اپنے ارادوں میں بلندی اور پختگی پیدا کی جا سکتی تھی وہ ہم نے کر لی مگر اے ہمارے رب! ان تمام اصلاحوں کے باوجود ہم ایک بے جان لاشہ ہیں اور ہمارے اندر قطعاً یہ طاقت نہیں کہ ہم دُنیا میں کوئی تغیر پیدا کر سکیں اس لئے اے خدا! اب تیرے ہاتھ میں ہم اپنے آپ کو نفسِ بے جان کی طرح ڈال رہے ہیں، تو جہاں چاہے اسے ڈال دے اور جہاں چاہے

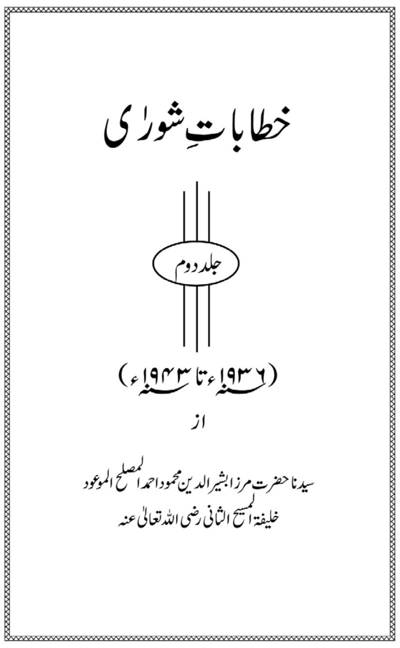

اس کو پھینک دے یہ تیرا کام ہے اور تو ہی کر سکتا ہے، ہم سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم اس طرح اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیں تو یقیناً اس صورت میں تلوار ایسے تغیرات پیدا کرے گی کہ دُنیا حیران رہ جائے گی اور آئندہ آنے والی نسلیں حیرت سے کہیں گی کہ کتنی چھوٹی جماعت تھی جس نے قلیل ترین عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام کر لیا۔ بے شک جب ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے گی اُس وقت بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ اس دُنیا میں ایسے حالات پیدا ہو رہے تھے جن کا لازمی نتیجہ احمدیت کی ترقی تھی مگر اُن میں سے جو سمجھ دار لوگ ہوں گے وہ اِس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ کام خدا کا ہے اور اُسی نے یہ تغیر پیدا کیا۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کو ہی دیکھ لو، جب آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ میں تمام دُنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ کہ ایک دن ایسا آئے گا جب کہ میری مخالفت کرنے والے مٹ جائیں گے اور میرا لایا ہوا دین تمام دُنیا میں پھیل جائے گا تو لوگ ہنستے تھے اور کہتے تھے یہ تو مجنونانہ دعویٰ ہے اس میں تو اتنی طاقت بھی نہیں کہ مکہ کو فتح کر سکے۔ کجا یہ کہ سارے عالم پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ مگر جب مکہ ہی نہیں تمام عرب پر اور عرب ہی نہیں فلسطین پر بھی اور فلسطین ہی نہیں شام پر بھی اور شام ہی نہیں مصر پر بھی اور مصر ہی نہیں اناطولیہ پر بھی، اور اناطولیہ ہی نہیں ایران پر بھی، اور ایران ہی نہیں افغانستان اور چین اور دوسرے تمام ممالک پر آپ اور آپ کے خلفاء کا قبضہ ہو گیا اور لوگوں نے یہ انقلاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو آج یورپین مؤرخ لکھتے ہیں کہ یہ انقلاب کوئی غیر متوقع نہیں تھا۔ اُس زمانہ میں ایسے سامان پیدا ہو رہے تھے جن کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کسریٰ کی حکومت مٹ جائے، قیصر کی حکومت تباہ ہو جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا تمام دُنیا پر غلبہ ہو جائے۔

مگر ہم کہتے ہیں اے احمقو! اور نادانو! تمہیں آج یہ تغیرات کیوں نظر آ رہے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جن کے زمانہ میں یہ تغیرات ہوئے ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ فتح کرنے کی تو طاقت نہیں رکھتا اور خوابیں یہ دیکھتا ہے کہ وہ سارے جہان کو فتح کر لے گا۔ حقیقت یہ ہے۔

خوئے بد را بہانہ بسیار

جس نے نہیں ماننا ہوتا وہ ہزار بہانے بنا لیتا ہے اور جو ماننے والے ہوتے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہدایت پا جاتے ہیں۔ اِس وقت بھی دُنیا میں عظیم الشان تغیرات پیدا ہو رہے ہیں اور تغیرات یقیناً احمدیت کے

لئے مفید ہیں۔

آج ہماری جماعت میں سے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ یہ توفیق دے گا وہ سچے طور پر اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دیں اور اپنے آپ کو ایک تیز تلوار بنا کر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دُنیا میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دے گا جسے دیکھ کر اگلے لوگ حیران رہ جائیں گے اور خواہ کتنی عظیم الشان روکیں درمیان میں حائل ہوں اللہ تعالیٰ ان کو دور کر کے اسلام کو کمال تک پہنچائے گا اور ہمیشہ آسمان سے ان کے لئے برکتیں نازل ہوں گی مگر یہ تغیرات اپنے نفوس کی اصلاح کئے بغیر نہیں ہو سکتے۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 488-491)

دوست و محبوب کے لئے اعلیٰ چیز

دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں جب کسی کے ہاں کوئی مہمان آیا ہوا ہوتا ہے تو عورت چاہتی ہے کہ مہمان کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا تیار کیا جائے۔ چاول پکائے گی تو خواہش رکھے گی کہ میرے پکے ہوئے چاول اتنے اچھے ہوں کہ اس نے ویسے چاول پہلے کبھی نہ کھائے ہوں۔ پراٹھا پکائے گی تو کہے گی میں ایسا اچھا پراٹھا پکاؤں کہ ویسا پراٹھا اس نے پہلے کبھی نہ کھایا ہو۔

ہمارے خاندان کے بچے کا ہی ایک لطیفہ ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب کا ایک لڑکا ایک دفعہ اماں جان کے ہاں گیا اور وہاں سے پراٹھا کھا کے آیا جو اُسے بہت ہی پسند آیا اور آ کر اپنی والدہ سے کہنے لگا کہ مجھے بھی ایسا ہی پراٹھا پکا دو جیسا اماں جان نے پکایا ہے۔ خیر دوسرے دن اُنہوں نے اُسے پراٹھا پکا کر دے دیا۔ وہ کھاتا رہا کھاتا رہا، مگر زبان سے اس نے کچھ نہیں کہا۔ البتہ اُس کے چہرہ پر ایسے آثار تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوئی بات سوچ رہا ہے۔ جب کھا چکا تو کہنے لگا اتاں! یہ پراٹھا بھی اچھا ہے پر اتاں جان دے پراٹھے دی تے حداں ہی ٹٹ گیاں ہیں۔

تو ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے عزیز کے آگے ایسی اعلیٰ چیز رکھے جو اس نے پہلے کبھی نہ کھائی ہو۔ ہم اس کے کھانے کے لئے کیلا منگوائیں گے تو کہیں گے کہ ایسا اچھا کیلا لانا جو اس نے پہلے کبھی نہ کھایا ہو۔ خربوزہ منگوائیں گے تو تاکید کریں گے کہ بہترین خربوزہ لانا جو ایسا میٹھا ہو کہ ویسا میٹھا خربوزہ اس نے پہلے کبھی نہ کھایا ہو۔

ہمارے ایک مرحوم دوست لاہور کے میاں تاج دین صاحب تھے جن کے لڑکے میاں مظفر الدین صاحب آجکل پشاور میں بجلی کا کام کرتے ہیں۔ اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک قسم کا عشق تھا۔ جب آپ لاہور سے قادیان آتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی تحفہ لاتے۔ اُن کی عادت تھی کہ دکاندار کے پاس جاتے اور کہتے اعلیٰ سے اعلیٰ سیب دو میں حضرت صاحب کے لئے تحفہ لے جانا چاہتا ہوں۔ وہ مثلاً روپیہ کے 21 سیب دیتا، یہ کہتے کہ ان سیبوں سے بھی اعلیٰ سیب دو، خواہ روپیہ کے تم مجھے دس دے دو مگر بہر حال اعلیٰ ہوں مَیں حضرت صاحب کے لئے قادیان تحفہ لے جانا چاہتا ہوں۔ وہ وہی سیب جو روپیہ کے 21 ہوتے دس دے دیتا اور کہتا کہ یہ بہت اعلیٰ ہیں اور وہ دکاندار پر اعتبار کر کے لے لیتے اور یہ سمجھ لیتے کہ دکاندار نے اچھے سے اچھے سیب دیئے ہیں۔

تو ہماری تمام کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم اپنے دوست اور محبوب اور پیارے کے لئے وہ چیز لے جائیں جو اس نے پہلے نہ دیکھی ہو اور وہ ایسی اعلیٰ ہو کہ ویسی اعلیٰ چیز اس کی نظر سے پہلے کبھی نہ گزری ہو۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 493-495)

غیر محدود ہستی کا غیر محدود قرب

جہاں انسان کو آرام کا خیال آیا وہیں انسان کو یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اب اس کے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

میرے پاس ایک دفعہ ایک اباحتی قسم کا آدمی آیا اور کہنے لگا اگر انسان دریا میں کشتی پر سوار ہو اور وہ اپنے دوست سے ملنے جا رہا ہو تو آپ بتائیں کہ جب کنارہ آجائے تو آیا وہ اُتر پڑے یا کشتی میں ہی بیٹھا رہے؟ جونہی اس نے سوال کیا معاً میں سمجھ گیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور روزہ وغیرہ تو اِس لئے ہیں کہ انسان کو خدا مل جائے۔ پس اگر کسی کو خدا مل جائے تو اُسے نماز اور روزہ کی کیا ضرورت ہے مگر اُس نے خیال کیا کہ اُس کا یہ مفہوم میں کہاں سمجھوں گا اور مَیں اسے یہی جواب دوں گا کہ جب کنارہ آئے تو اُتر پڑے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھول دی اور میں نے بجائے یہ جواب دینے کے کہ جب کنارہ آئے تو وہ کشتی سے اُتر پڑے، یہ جواب دیا کہ اگر تو جس دریا میں وہ سفر کر رہا ہے اس کا کوئی کنارہ ہے تو جب کنارہ آجائے تو بیشک اُتر پڑے۔ لیکن اگر اس دریا کا کوئی کنارہ نہیں تو جہاں اسے کنارے کا خیال آیا اور وہ یہ سمجھ کر کشتی سے اُترا کہ کنارہ آ گیا ہے وہیں وہ ڈوبا۔ یہ جواب دے کر مَیں نے کہا اب بولو تم جس دریا کا ذکر کر رہے ہو اُس کا کوئی کنارہ ہے یا نہیں؟ وہ کہنے لگا ہے تو وہ بے کِنارہ ہی۔

تو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود ہستی ہے اور غیر محدود ہستی کا عرفان اسی صورت میں انسان کو حاصل ہو سکتا ہے جب وہ بھی اپنا قدم آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے۔ اگر ہم ایک ہی مقام پر ٹھہرے رہیں تو غیر محدود ہستی کا غیر محدود قرب ہم کس طرح حاصل کر سکتے ہیں اور جب ہم اس کا قرب حاصل نہیں کریں گے تو اس کے انعامات سے محروم رہیں گے اور جتنا زیادہ ہم اس کے انعامات سے محروم رہیں گے اُسی قدر زیادہ ہمیں ناکامی و نامرادی ہوگی۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 501)

صحابہ کا عشق رسولؐ

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں باتیں ہو رہی تھیں کہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے ایک بیٹے نے جو بعد میں مسلمان ہوئے کہا کہ ابا فلاں جنگ کے موقع پر جب آپ فلاں جگہ سے گزرے تھے تو اُس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور اگر چاہتا تو آپ پر حملہ کر کے آپ کو ہلاک کر سکتا تھا مگر مجھے خیال آیا کہ اپنے باپ کو کیا مارنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو کہا تیری قسمت اچھی تھی کہ تو مجھے دکھائی نہیں دیا۔ ورنہ اگر تو مجھے دکھائی دیتا تو خدا کی قسم! میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔

یہ وہ جذبہ محبت ہے جو صحابہؓ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق تھا کہ انہوں نے آپ کی محبت کے مقابلہ میں نہ بیٹے کی محبت کی پرواہ کی، نہ بیوی کی محبت کی پرواہ کی، نہ عزیزوں اور دوستوں کی محبت کی پرواہ کی۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 505)

فضول خرچ

حضرت خلیفۃ اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمیندار میرے پاس آیا اور اس نے کہا مولوی صاحب! مجھے مشورہ دیں۔ اِس وقت آٹھ سو روپیہ میرے پاس ہے مَیں اِسے کہاں خرچ کروں؟ آپؓ نے فرمایا کوئی مسجد بنوا دو۔ وہ کہنے لگا کوئی اور بات بتائیں۔

فرماتے تھے میں نے کہا اچھا کہیں کنواں کھدوا دو۔ اُس کی اس سے بھی تسلّی نہ ہوئی اور کہنے لگا کوئی اور کام کی بات بتائیں۔ آخر مَیں نے اُسے بڑی بڑی نیک باتیں بتائیں اور کہا کہ تم یہ روپیہ اِس اس طرح خرچ کرو تو تمہیں بڑا ثواب ملے گا مگر وہ خاموش رہا۔

آخر میں نے اُس سے پوچھا کہ تم بتاؤ! تمہاری اپنی کیا رائے ہے؟ وہ کہنے لگا فلاں شخص نے بڑا اچھا مشورہ دیا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ فلاں خاندان سے تمہاری عداوت ہے، تم اُس پر کوئی مقدمہ چلا دو اور اِس روپیہ سے اُسے سزا دلوانے کی کوشش کرو۔

تو ہمیں عقل مند بننا چاہئے، روپیہ کو دیکھ کر اِسے بلا ضرورت خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جانا چاہئے۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 716-717)

دعا کا تحفہ

کھانا کھانے کی دُعا

حضرت ابوامامہ باہلیؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے کھانے کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَ آوَانَا، لَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

(بخاری و ترمذی کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی تعریفیں - سب حمد کا اللہ ہی مستحق ہے جو ہمیں کافی ہے اور جس نے ہمیں اپنی پناہ میں رکھا۔ اے اللہ! تمام تعریف تیرے لئے ہے تو ہی کھانا کھلانے والا ہے اور ہمیں کافی ہے تجھے کھلایا نہیں جاتا، نہ تجھ سے مانگنا اور مطالبہ کرنا ترک کیا جاتا ہے، نہ تیرے کھانے کی ناشکری کی جاتی اور اے ہمارے رب! نہ ہی تجھ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 100-101)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ابو مصور خان۔ رفیع ناصر

اپنے جائزے لیں

از ارشادات خطبات مسرور جلد 12۔ حصہ دوم

قسط 13

پہلے اپنے جائزے لو کہ کیا تم جو کہہ رہے ہو اس پر تم عمل بھی کر رہے ہو

’’کیا لوگ مجھے پوچھیں گے نہیں کہ تمہارے اندر اس مسیح نے کیا تبدیلی پیدا کی ہے جو تم مجھے پاک تبدیلیاں پیدا ہونے کا لالچ دے کر اس مسیح موعود کو ماننے کی طرف توجہ دلا رہے ہو۔ تمہارا اپنا خدا تعالیٰ سے کتنا تعلق پیدا ہو گیا ہے جو تم مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہونے کا لالچ دے کر مسیح موعود کو قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہو۔ تمہارا دین تمہیں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عبادت کر کے ادا کرو بلکہ تمہارے تو قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد خدا کی عبادت کرنا ہے اور اسی لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ کتنی نمازیں ہیں جو تم باجماعت ادا کرتے ہو؟ تم نے مسجد تو خوبصورت بنا لی لیکن اس کی خوبصورتی تو نمازیوں کی حالت سے ہے۔ ان سے ہی چمک اور ابھرتی ہے۔ کیا تم لوگ پانچ وقت نمازیں مسجد میں پڑھتے ہو؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرتے ہو؟ قرآن کریم تو تمہیں کہتا ہے کہ تم خیر اُمّت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہو کیونکہ تم نیکیوں کی تلقین کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ پوچھنے والے ہمیں پوچھیں گے کہ کیا صرف تلقین کرنے سے تمہارا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں تو پہلے اپنے جائزے لو کہ کیا تم جو کہہ رہے ہو اس پر تم عمل بھی کر رہے ہو۔ پوچھنے والے پوچھیں گے کہ رشتے داروں اور لوگوں سے حسن سلوک کی تم باتیں کرتے ہو لیکن تمہارے اپنے عمل کیا اس کے مطابق ہیں۔ اپنی امانتوں کی ادائیگی اور عہدوں کے پورا کرنے کی تم باتیں کرتے ہو کیا امانتوں کا حق ادا کرنے اور عہدوں کو پورا کرنے کے تم سو فیصد پابند ہو۔ تم قربانی اور عاجزی کی باتیں کرتے ہو لیکن کیا اس کا اظہار تمہارے ہر قول و فعل سے ہو رہا ہے۔ تم یہ تو کہتے ہو کہ اسلام ہمیں حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے لیکن کیا اس حسن ظنی کو تم نے اپنی روزمرہ زندگی پر لاگو بھی کیا ہوا ہے یا نہیں۔ تم کہتے ہو کہ قرآن کریم ہمیں سچائی پر قائم رہنے کی بڑی تلقین کرتا ہے لیکن کئی مواقع پر تو میں نے دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے تمہیں خود جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کوئی بھی ہمیں کہہ سکتا ہے اگر ہمارا عمل اس کے سامنے ہے۔ تم کہتے ہو کہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ اپنے غصے کو دباؤ اور عفو کا سلوک کرو۔ تعلیم تو بڑی اچھی ہے لیکن کیا تم اپنے روزمرہ کے معاملات میں ان باتوں کا اظہار بھی کرتے ہو۔ تم اسلام کی ایک بڑی خوبصورت تعلیم مجھے بتا رہے ہو کہ عدل و انصاف کو قائم رکھنے کے لئے تمہارا معیار اتنا اونچا ہونا چاہئے کہ دشمن کی دشمنی بھی تمہیں اس سے بے انصافی کرنے اور اس کا حق غصب کرنے پر نہ اکسائے لیکن کیا تم دوسروں کو معاف کرنے اور انصاف کے قیام کے لئے یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور اس کا حوصلہ رکھتے ہو۔ تمہارے سارے احکامات جو قرآن کریم کے حوالے سے تم بتاتے ہو بڑے اچھے اور خوبصورت ہیں لیکن کیا تم ان پر عمل کر رہے ہو۔ تم دوسرے مسلمانوں کے بارے میں تو کہہ دیتے ہو کہ انہوں نے مسیح موعود کو نہیں مانا اس لئے ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا اُن سے اظہار نہیں ہوتا اور وہ اس کے الٹ کام کر رہے ہیں۔ لیکن تم نے جو مسیح موعود کو مانا ہے تمہارے تو ہر عمل کو تمہارے کہنے کے مطابق قرآنی تعلیم کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر نہیں تو پھر تم ہمیں کس روحانی اور عملی انقلاب کی طرف بلا رہے ہو۔ جیسے تم ویسے ہم۔ ہمارے میں اور تمہارے میں فرق کیا ہے۔ پس ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں احمدی، احمدی کی حیثیت سے جانا جاتا ہے وہاں اس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ وہ صرف احمدی نہیں رہتا بلکہ مسیح موعود کا نمائندہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہماری طرف منسوب ہو کر ہمیں بدنام نہ کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 188)

ایک احمدی کے کسی بُرے عمل کا اثر صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے جسے ہر احمدی کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور جب یہ سب کچھ پیش نظر ہو گا تو ہر احمدی احمدیت کا سفیر بن جائے گا۔ ہر تعارف اس کو دنیا کی نظروں میں اتنا ابھارے گا کہ وہ آپ کی طرف لپک کر آئے گا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمائندہ بن جائیں گے۔ تبلیغ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں گے۔ دنیا والوں کی دنیا اور آخرت سنوارنے والے بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن جائیں گے۔ پس اس کے حصول کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باجماعت اور سنوار کر ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ مسجد کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ فرائض کے ساتھ نوافل کے ذریعہ بھی خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی مرد اور عورت کو اپنی ذمہ داری سمجھنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 585-586)

جھوٹ کے حوالے سے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں

’’ایک مومن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہے اور جھوٹ کے قریب بھی نہ پھٹکے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اگر جھوٹ سے انتہائی نفرت ہو۔ لیکن عملاً ہم دنیا میں کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف موقعوں پر جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میرا ارادہ تو نہیں تھا لیکن غلطی سے میرے منہ سے جھوٹ نکل گیا۔ اسائلم کے لئے یہاں درخواستیں دیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں وہ تو میرے منہ سے فلاں بات غلطی سے نکل گئی۔ میرا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن اگر عادت نہ ہو تو غلطی سے بھی بات نہیں نکلا کرتی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا ہے، ایسے لوگوں کو معاف کر دیتا ہے جن کو غلطی کا احساس ہو لیکن اس صورت میں انہیں اپنے اس عمل پر اظہار ندامت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ بولے اور پھر اس پر ندامت بھی محسوس نہ کرے اور اس کے جھوٹ سے اگر کسی کو نقصان ہوا ہے تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ الٹا ضد پر آ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے یا یہ کہے کہ اس جھوٹ کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہو سکتا تھا تو ایسا شخص نہ تو ایمان پر قائم ہے نہ ہی اچھے اخلاق والا کہلا سکتا ہے۔ یقیناً ایسے شخص کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ صحیح راستے پر نہیں ہے۔

پھر اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ:84) کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور اچھے طریق سے پیش آؤ۔ ان سے اچھے طریق سے بات کیا کرو۔ اب عام طور پر انسان دوسروں سے اکھڑ پن سے بات نہیں کرتا باوجود اس کے کہ بعض طبائع میں خشونت اور اکھڑ پن ہوتا ہے لیکن وہ ہر وقت اس کا اظہار نہیں کرتے۔ تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے بات کرو تو ان سے نرمی اور ملاطفت سے پیش آؤ تو ایسے ہی لوگوں کو کہتا ہے کہ اپنی اس خشونت اور اکھڑ پن کی طبیعت میں نرمی پیدا کرو اور کبھی بھی تمہارے سے ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جو دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی ہو۔ ذرا ذرا سی بات پر مغلوب الغضب نہ ہو جایا کرو۔ لیکن بعض انسان اپنی طبیعت کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا طبائع ہوتی ہیں، یکدم بھڑک بھی جاتے ہیں تو ایسے لوگ سخت بات کہنے کے بعد اپنی سختی پر افسوس کریں اور جو جذباتی یا کسی بھی قسم کی تکلیف ان سے دوسروں کو پہنچی ہو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں، توبہ اور استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے اور ان کی توبہ قبول بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر توجہ نہ دینے والے بے جا تشدد اور سختی کرتے چلے جانے والے اور کسی قسم کی بھی ندامت محسوس نہ کرنے والے تو وہ لوگ ہیں جو نہ صرف اخلاق سے گر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نفی کر کے گنہگار بھی ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عبادتیں بھی ان کے کسی کام نہیں آتیں۔ پس اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی مغفرت کی امید دلاتا ہے جو کسی خاص جوش یا غصے کے ماتحت ایک فعل کر دیں لیکن بعد میں ہوش آ جانے پر اپنے اس فعل پر نادم ہوں، شرمندہ ہوں اور اس کے ازالے کی کوشش کریں۔ لیکن جو شخص نادم نہ ہو، ہوش آ جانے پر بھی کسی قسم کی ندامت یا افسوس کا اظہار نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں پیش کر سکتا۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 608-609)

خطباتِ مسرور

خطباتِ جمعہ

فرمودہ امام جماعت احمدیہ عالمگیر

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

2014ء

جلد 12

ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو جھوٹے ہو کر سچے اور ظالم ہو کر اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

’’دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض تو جھوٹے ہو کر سچے اور ظالم ہو کر اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر کس طرح ایسے لوگوں کے بارے میں سمجھا جائے کہ ایمان کا ایک ذرہ بھی ان میں ہے۔ کیونکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ بجائے ضد کرنے کے ہوش میں آنے پر وہ اپنے ظلم کا ازالہ کرے۔ اگر کسی کو کوئی جذباتی تکلیف پہنچائی ہے تو اس کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کم از کم اپنے اندر ندامت اور شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ میں نے کیا کیا؟ ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچ رکھتے ہیں یا اس طرح سوچتے ہیں۔ اگر ظلم وقتی جوش کے تحت ہو گیا ہے تو جوش کا وقت گزر جانے پر ایک مومن کو اس کا ازالہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ ازالہ نہیں کرتے اور ندامت محسوس نہیں کرتے بلکہ سارے حالات گزر جاتے ہیں اور پھر بھی اثر نہیں ہوتا تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ حقیقی ایمان نہیں۔ یہ دکھاوے کا ایمان ہے۔ پانی کے اس بلبلے کی طرح ہے جس کے اوپر پانی ہے اور اندر صرف ہوا ہے۔ اگر تمام پانی ہوتا تو پھر وہ پانی کی کیفیت میں ہوتا، پھر اس میں ہوا نہیں ہوتی۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ کتنی دفعہ ہم پر اگر زیادتی بھی ہوئی ہے تو ہم نے برداشت کیا ہے اور مغلوب الغضب ہو کر جواب نہیں دیا یا اگر عہدیدار ہیں تو کتنی دفعہ ایسے مواقع پیدا ہوئے ہیں کہ دوسرے نے زیادتی کی اور انہوں نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلہ دیا۔ اس زیادتی کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ برداشت یہ نہیں ہے کہ کسی طاقتور کا مقابلہ ہو اور جواب نہ دیا ہو اور کہہ دیا کہ ہماری بڑی برداشت ہے بلکہ برداشت یہ ہے کہ سزا دے سکے اور پھر سزا نہ دے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 613-614)

اجتماعات اور شوریٰ کے دنوں میں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں؟

’’مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے۔ مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو اور اس میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنے دل کی کیفیت کو اس کے مطابق ڈھالتا ہے تو اسی میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے اور یہی دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمارے ذمّہ جیسا کہ مَیں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔ انصار اللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے شوریٰ بھی ہو رہی ہے۔ ان کو بھی اپنی شوریٰ میں غور بھی کرنا چاہئے اور ان دنوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں اور بڑھانے چاہئیں۔ بلکہ حاصل کرنے چاہئیں انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 627-628)

خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور بہتر انجام پر نظر رکھنے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے

’’ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے بھی خیر خواہ ہیں اور یہودیوں کے بھی، ہندوؤں کے بھی اور دوسرے مذاہب والوں کے بھی حتی کہ ہم دہریوں کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ ہم نے ان سب کو وہ راستہ دکھانا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو بلکہ ہم نے ہر قسم کے جرائم میں ملوّث لوگوں چوروں اور ڈاکوؤں، ظالموں سب کی خیر خواہی چاہنی ہے اس لئے کہ یہ لوگ ربّ العالمین کے بندے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہنی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہہ کر ہمارا امیدانِ عمل بہت وسیع کر دیا ہے۔ پس ہم نے دنیا کی بھلائی اور بہتری اور خیر خواہی کے لئے ان کو خدا تک پہنچنے کے صحیح راستے دکھانے ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی تلقین کرنی ہے۔ انہیں یہ بتانا ہے کہ اس زندگی کا ایک روز خاتمہ ہونے والا ہے اور پھر ہر ایک نے اپنے عمل کے مطابق جزا سزا حاصل کرنی ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑو تا کہ بہتر انجام ہو۔ لیکن یہ باتیں ہم کسی کو اس وقت تک نہیں سمجھا سکتے جب تک ہم خود اپنے انجام پر نظر رکھنے والے نہ ہوں۔ پس ایک بہت بڑا کام ہے جسے فکر کے ساتھ اور اپنے جائزے لیتے ہوئے ہم نے سرانجام دینا ہے۔ اس کام کی سرانجام دہی کے دوران ہمیں مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا اور کرنا پڑتا ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان مشکلات اور دنیا کی مخالفتوں کا ہم ہر قدم پر سامنا کرتے رہے ہیں اور یہ بات کوئی صرف ہمارے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے بھی نبی آئے انہیں اور ان کے ماننے والوں کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ کیونکہ محدود علاقوں اور قوموں کے لئے تھے اس لئے ان کی مخالفتیں بھی محدود تھیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیا نے مخالفت کی اور مخالفت کر رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں یہی کام اور دائرہ کار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہے۔ اس لئے آپ کی مخالفت بھی ہر مذہب اور قوم والے نے کی جب آپ نے دعویٰ کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے اور کریں گے بھی۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا، نہ ہو گا۔ دنیا میں بیشک ایسے افراد ہیں جو جماعت احمدیہ کے امن کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں لیکن مذہب کے حوالے سے جب غیر معمولی ترقی ملنی شروع ہو جائے تو من حیث القوم مخالفتوں کا سامنا ہمیں مغربی ممالک میں بھی کرنا پڑے گا یا کم از کم یہاں کے جو بھی نام نہاد مذہب پر عمل کرنے والے ہیں ان کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی۔ اس لئے یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ ان پڑھے لکھے ملکوں میں ہمیشہ ہمیں خیر کا جواب خیر سے ملے گا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 651-652)

ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر ہم دوسروں سے بہتر ہیں؟

’’ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور اکثر مَیں توجہ دلاتا بھی رہتا

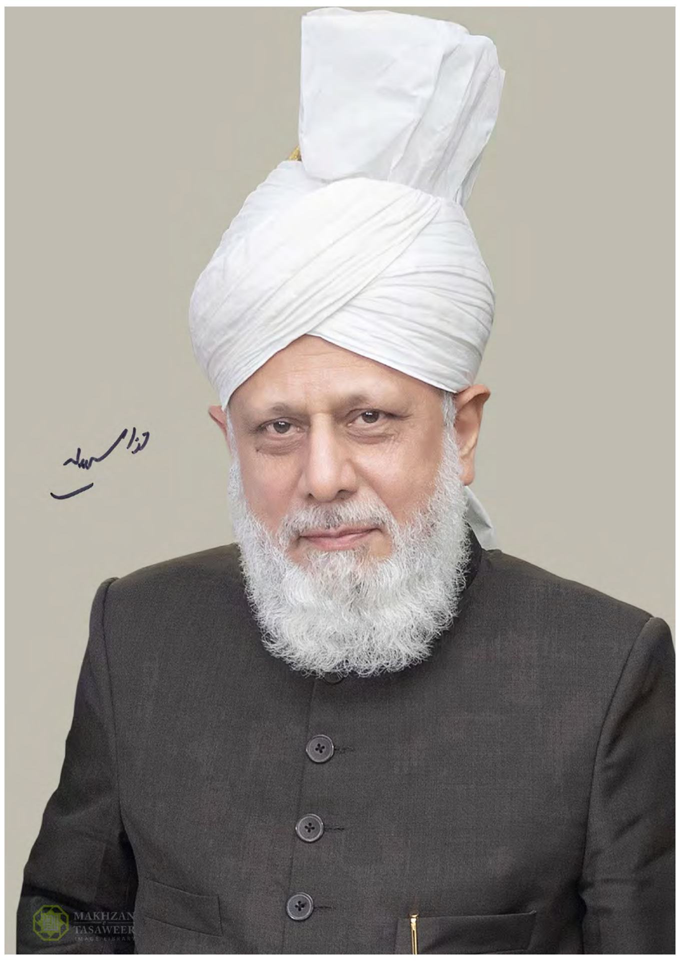

ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین میں بھی ہمیں دوسرے سے مختلف نظر آنا چاہئے اور بڑھے ہوئے ہونا چاہئے۔ عبادات میں بھی ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ اعلیٰ معیاروں کو پانے کی کوشش کرنے والے بھی ہم دوسروں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ اعلیٰ اخلاق میں بھی ہمیں امتیازی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ قانون کی پابندی میں بھی ہم ایک مثال ہونے چاہئیں۔ غرض کہ ہر چیز میں ایک احمدی کو دوسروں سے ممتاز ہونے کی ضرورت ہے تبھی ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بیعت سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 692)

اپنے نفس کا جائزہ لیں

’’تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ چاہے وہ مدد اور استعانت کی کوشش ذاتی ضروریات کے لئے ہو یا جماعتی ضروریات کے لئے۔ لیکن عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اہمیت کے باوجود اس طرف لوگوں کی عموماً نظر نہیں ہوتی۔ جتنی توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہوتی۔ ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جو بظاہر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، میری ضرورت پوری ہو گئی۔ لیکن اگر گہرائی سے جا کر وہ خود اپنے نفس کا جائزہ لیں تو اپنی ضرورتوں کو پوری کرنے کے مختلف ذرائع کو وہ اپنے کام مکمل ہونے یا ضرورت پوری ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 716)

ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہماری عبادتیں اور ہماری خدا تعالیٰ سے مدد کی پکار کا وہ معیار ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ہے؟

’’ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا ہے۔ ہم نے عُسر اور یُسر، تنگی اور آسائش میں خدا تعالیٰ سے ہی مدد

مانگنے اور غیر اللہ سے بیزاری کا عہد کیا ہے۔ ہمیں اپنے عہد نبھانے کے لئے کس قدر اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ڈوبتے ہوئے دہریہ کی طرح خدا تعالیٰ کو نہیں پکارنا۔ ہم نے اعلیٰ معراج حاصل کرنے والے مومنین کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادات اور استعانت کا ادراک حاصل کرکے اس پر عمل کرنا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ ہماری ساری قوت ہماری ساری طاقت اور ہمارا اکمل سہارا خدا تعالیٰ کے سامنے خدا تعالیٰ کے آگے جھک جانے میں ہے۔ ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس کے لئے کیا کرنا ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہماری عبادتیں اور ہماری خدا تعالیٰ سے مدد کی پکار کا وہ معیار ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق ہے؟ یا روزانہ بتیس مرتبہ فرض نمازوں میں طوطے کی طرح اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کو دہراتے ہیں اور بس کام ختم ہو جاتا ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کمزور ہیں اور ہمارا دشمن بہت طاقتور ہے۔ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کے لئے نہ کوئی دنیاوی طاقت ہے، نہ وسائل ہیں، نہ کسی بھی قسم کا ذریعہ ہے۔ پس ایسے حالات میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جائیں اور اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کی روح کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دَر کے ہو جائیں۔''

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 724)

کاش! یہ مسلمان کہلانے والے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کے نمونے اسلامی تعلیم کی طرف غیر مسلموں کو کھینچ رہے ہیں؟

'' انصاف کی تعلیم میں ایسے نمونے دکھاؤ کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ تمہارے انصاف اور نیکی کے نمونے اسلام کی خوبصورت تعلیم کے گواہ بن جائیں۔ کسی کی انگلی اسلامی تعلیم پر نہ اٹھے۔ کاش کہ یہ مسلمان کہلانے والے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کے نمونے اسلامی تعلیم کی طرف غیر مسلموں کو کھینچ رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل تو اپنوں کو بھی دُور دھکیل رہے ہیں۔ جن بچوں نے اپنے ساتھیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنتے دیکھا ہے کیا وہ ان لوگوں کو کبھی مسلمان سمجھیں گے؟ اور اگر سمجھیں گے تو یہ سوال ان کے ذہنوں میں پیدا ہوں گے کہ کیا یہ اسلام ہے جس کو ہم مانیں؟ پس یہ لوگ صرف ظاہری ظلم اور قتل و غارت نہیں کر رہے بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ اسلام سے دور لے کر جا رہے ہیں۔ کاش کہ مسلمان علماء کہلانے والے جنہوں نے جہاد اور فرقہ واریت کے نام پر ان شدت پسند گروہوں کو جنم دیا ہے اپنے قبلے درست کر کے اپنی نسلوں کو حقیقی اسلام کے بتانے والے بنیں اور ان شدت پسند گروہوں کی بیخ کنی کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم کے ہتھیار کو استعمال کریں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ زمانے کے امام کی بات مان کر حقیقی اسلام پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی عمل کروائیں۔''

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 757-758)

ہمارا صرف جلسے میں شامل ہونا کافی نہیں بلکہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں

''ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ہم جلسے منعقد کرتے ہیں، ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ یہ سلسلہ معمولی سلسلہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے۔ نہ یہ جلسے معمولی جلسے ہیں جو آپ نے جاری فرمائے۔ نہ ایک احمدی کا احمدی کہلانا معمولی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ہر احمدی پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی کمزور ہیں چلے بھی جائیں گے بلکہ ساری دنیا بھی مجھے چھوڑ دے گی تب بھی خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ پس احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت میں حصہ دار بننے کے لئے وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس ہمارا صرف جلسے میں شامل ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔

لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں ان کو حاصل کرنے والے ہوں، ان کے وارث بنیں۔ کیا ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم جلسے میں شامل ہو گئے۔ تین چار گھنٹے جلسے کی کارروائی سن لی نعرے لگائے اور بس کام ختم ہو گیا۔ نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ ہم سن رہے ہیں یا جس ماحول میں ہم نے ایک جوش پیدا کیا ہوا ہے یہ عارضی ہے یا مستقل ہماری ذمہ داریوں کا حصہ بننے والا ہے۔ پس اگر یہ اثر جو جلسہ کے دوران ہوا ہمیں اس عہد کے ساتھ جلسے کی ہر مجلس سے اٹھاتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ انقلاب لانے کی اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمائی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بننے چلے جانے والے ہوں گے ورنہ تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کہنے والی بات ہے کہ ہم نے تو کچھ کرنا نہیں۔ تیری بات تو ہم نے ماننی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرۃ:187) کہ میرے حکم کو بھی قبول کرو (وہ تو ہم نے ماننی نہیں) لیکن دعاؤں کا ہم نے وارث بننا ہے۔ پس جلسے کے ماحول سے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش اور پھر اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔ پس کوشش اور دعا یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بن سکیں اور پھر یہ وارث بنا کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے نوازے گی۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میرے حکم کو مانو، میری بات بھی سنو تو وہ کون سی باتیں ہیں جو ہم نے ماننی ہیں؟ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ یہ ہم سب کو پتا ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے وہ احکامات ہیں جو قرآن کریم میں ابتدا سے آخر تک موجود ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے زمانے کے امام کو بھیج کر ان احکامات کی گہرائی اور اہمیت کو ہم پر واضح فرما دیا ہے۔ پس اس کے بعد ہمارے پاس کوئی عذر نہیں رہ جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے حوالے سے ہی جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔ آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو نیکی تقویٰ پرہیز گاری کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس طرف بھی توجہ دلائی بلکہ بڑے درد سے اپنے ماننے والوں سے یہ توقع رکھی کہ وہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں بھائی چارے میں ایک نمونہ بن جائیں۔ انکسار دکھانے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ رکھنے والے اور سچائی اور راستبازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ وہ بدخوئی کرنے اور کج خُلقی دکھانے سے دور رہنے والے ہوں۔

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق جو ہیں ان میں ہم نمونہ ہیں؟ کیا دوسرے کی خاطر قربانی کرنے میں ہم مثال بننے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری کے ہم میں وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے اور جن کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہماری کوشش تو پھر نہ ہونے کے برابر ہے اور توقع ہم بڑی رکھ رہے ہیں۔ پس دنیا میں جماعتہائے احمدیہ کے جو مختلف جلسے ہیں ان جلسوں میں شامل ہونے والے عموماً اور قادیان کے جلسے میں شامل ہونے والے خاص طور پر کہ مسیح پاک کی بستی میں جلسے میں شامل ہو رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو خاص طور پر محسوس کریں جس کا اظہار آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں سے فرمایا ہے۔ اگر حقیقت میں ہم نے ان دعاؤں کا وارث بننا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ ہمیں مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہم عام دنیاوی رشتوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کی قربت اور ان کی دعاؤں سے وہی بچے زیادہ حصہ لیتے ہیں جو اُن کی ہر بات ماننے والے ہیں، خدمت کرنے والے ہیں، اطاعت اور فرمانبرداری میں بڑھے ہوئے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو ہمارا رشتہ قائم ہے اس رشتے سے تعلق کے بہترین پھل بھی ہم اسی وقت کھائیں گے جب اپنے تعلق میں بڑھنے والے ہوں گے۔ جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ تو ایسا خزانہ ہے جو تا قیامت چلتا چلا جانے والا ہے۔ پس خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس سے فیضیاب ہونے والے ہوں گے۔''

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 771 - 773)

ان جلسوں میں ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

''اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے پہلے خود کوشش کرنے کی ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے بھی اپنے آپ کو ان دعاؤں کی قبولیت کا حقدار بنانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ پس یہ جلسے ہمیں ان دعاؤں سے حصہ لینے والا ماحول میسر کرتے ہیں۔ ان میں ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پانے کے راستوں کو ہم جلد سے جلد طے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 775)

(باقی آئندہ ہفتہ کو ان شاءاللہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 17؍ نومبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ امۃ الکبیر احمدی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اظہر احمدی صاحب (جلنگھم۔ یوکے)

13؍ نومبر 2022ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم افضل خان صاحب (لندن) کی بیٹی تھیں۔ جنہوں نے 1936ء میں نیروبی (کینیا) میں احمدیت قبول کی۔ مرحومہ نے اپنی تعلیم اور ملازمت کے دوران ہمیشہ پردہ کی پابندی کی۔ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ جلنگھم میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دیندار، نماز وروزہ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ اپنی جماعت کے دورہ پر آنے والے مرکزی مہمانوں اور جامعہ احمدیہ کے طلباء کا بہت احترام کرتی تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1۔ مکرم میاں محمد اسحاق ساقی صاحب ابن مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی (سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ و سابق مبلغ سلسلہ امریکہ)

8؍ نومبر 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے امارت ڈیفنس لاہور کے نائب امیر کے علاوہ زعیم انصار اللہ ڈیفنس لاہور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضور انور نے ان کا اعزازی وقف بھی منظور فرمایا تھا۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے ممبر تھے۔ Media/Journalists کے ساتھ جماعتی رابطے بھی کرواتے تھے۔ خلافت کے ساتھ خاص وفا کا تعلق اور گہری محبت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے سفروں کے دوران اپنے طور یورپ آتے رہے۔
جلسہ سالانہ یوکے میں باقاعدگی سے شمولیت اختیار کرتے اور اس دوران دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں وقف عارضی کیا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ، ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے، ایک نرم مزاج، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ بہت سے لوگوں کی روزگار کے حصول میں اور مستحق طلباء کی تعلیم کے لئے حسب توفیق مدد کرتے رہے۔ ربوہ میں حبیب بنک قائم ہوا تو اہالیان ربوہ کو بنک کے حوالہ سے سہولت فراہم کرنے میں مدد کرتے رہے۔ والد کی بطور مبلغ امریکہ تعیناتی کے بعد والدہ اور دیگر بہن بھائیوں کا بہت اچھے رنگ میں خیال رکھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

2۔ مکرمہ امۃ الرافع صاحبہ اہلیہ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب (استاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

22؍ ستمبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے نانا حضرت چوہدری محمد دیوان کاہلوں صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ مرحومہ نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے اور بعد ازاں ربوہ سے ایم اے عربی کیا۔ آپ خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان رکھتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں میں اس قدر پختہ تھیں کہ آخری بیماری کے دوران بھی جب تک ہوش رہی بیڈ یا سٹریچر پر نماز پڑھتی رہیں۔ روزے بڑی باقاعدگی سے رکھا کرتی تھیں۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم کی عادی تھیں۔ مرحومہ رمضان میں تین سے چار مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتی تھیں۔ آپ کا خلافت اور نظامِ جماعت سے بے حد محبت وعقیدت کا تعلق تھا۔ آپ عام طور پر ہر خطبہ تین مرتبہ سنا کرتی تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتی تھیں۔ مرحومہ ایک غریب پرور اور صلہ رحمی کا وصف رکھنے والی خاتون تھیں۔ ایک واقف زندگی کی بیوی کو جس طرح ہونا چاہیے، اس حوالہ سے بھی ایک مثالی بیوی تھیں۔ بچوں کی بھی نہایت عمدہ تربیت کی۔ آپ ایک سلیقہ شعار، شائستہ طبیعت اور خاندانی روایات کا خیال رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کا چھوٹا بیٹا عزیزم تصویر احمد واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں چھٹے سال میں زیر تعلیم ہے۔

3۔ مکرم محمد شریف صاحب ابن مکرم حسین بخش صاحب (سابق کارکن نظارت امور عامہ ربوہ)

16؍ اکتوبر 2022ء کو 92 سال کی عمر میں جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1944ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 1949ء میں ربوہ شفٹ ہو گئے جہاں دفتر امور عامہ میں چالیس سال خدمت کی توفیق پائی۔ 1989ء سے جرمنی میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کو بطور صدر جماعت Weiterstadt خدمت کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، سادہ مزاج، شریف النفس، صابر وشاکر، متوکل علی اللہ، ایک نیک اور مخلص بزرگ تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو نواسے اور ایک پوتا مربی سلسلہ ہیں۔ جبکہ دو پوتے اور ایک پڑپوتا جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

4۔ مکرم میر ثناء اللہ ناصر صاحب ابن مکرم محمد دین صاحب (داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ)

11؍ ستمبر 2022ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اردو میں ماسٹرز اور پھر بی۔ ایڈ کیا۔ اس کے بعد شعبہ تدریس سے منسلک ہو گئے۔ آپ ہیڈ ماسٹر اور کالج میں لیکچرار بھی رہے۔ ملازمت کے دوران آپ اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر بھی منتخب ہوئے لیکن احمدی ہونے کی وجہ سے آپ کی پرموشن روک دی گئی۔ اپنی سروس مکمل کرنے کے بعد 2012ء میں ریٹائر ہوئے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت سے بے حد پیار کرنے والے، بہت مہمان نواز، منکسر المزاج اور نافع الناس وجود تھے۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا جن میں اکثریت غرباء کی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مسعود احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ آجکل گیمبیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

5۔ مکرمہ بشریٰ سمیع اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ سمیع اللہ صاحب مرحوم (فیصل آباد حال کینیڈا)

3؍ اکتوبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت میاں عبد الرزاق صاحب رضی اللہ عنہ اور نانا حضرت حکیم غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ آپ حضرت استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ صحابیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے والی، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی، بقیہ صفحہ 11 پر

حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ احمدیہ جرمنی

مقابلہ تیز پیدل چلنا
(Power Walk)

جامعہ احمدیہ جرمنی میں جہاں طلباء کی علمی و روحانی ترقی کے لئے کوشش کی جاتی ہے وہاں طلباء کی صحت اور انہیں جسمانی لحاظ سے مضبوط بنانے کے لئے مجلس العاب کے تحت سارا سال مختلف ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ انہیں مقابلہ جات میں سے ایک مقابلہ تیز پیدل چلنا مؤرخہ 15/ اکتوبر 2022ء کو منعقد ہوا۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

اس مقابلہ کی تیاری کے لئے مجلس العاب نے باقاعدہ ایک ہفتہ قبل تیاری کا آغاز کیا اور سب سے پہلے مقابلہ کے کامیاب انعقاد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط لکھا گیا۔

مقابلہ کو بہتر رنگ میں منعقد کرنے کے لئے طلبہ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اور ڈیوٹی چارٹ بناکر مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے جن میں تیاری، ضیافت، نظم و ضبط، طبی امداد وغیرہ شامل ہیں۔

مقابلہ تیز پیدل چلنا Power Walk

یہ ورزشی مقابلہ چونکہ جامعہ احمدیہ جرمنی کے احاطے میں منعقد ہونا تھا اس لئے مجلس العاب نے پیدل چلنے کے لئے ایک Track متعین کیا جو 6 کلومیٹر پر مشتمل تھا۔

مقابلہ سے ایک روز قبل تمام شعبہ جات کے ناظمین کی میٹنگ ہوئی اور جملہ امور کو حتمی شکل دی گئی اسی طرح تمام طلبہ کو ایک ویڈیو دکھائی گئی جس کے ذریعے تیز پیدل چلنے کا صحیح طریق کار اور اصول بتائے گئے۔

مؤرخہ 15/ اکتوبر 2022ء کی صبح 09:30 پر تمام طلبہ جامعہ کے ہال میں اکٹھے ہوئے۔حسب روایت آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم نواز چوہدری شہریار نے کی۔ بعد ازاں عزیزم طلحہ نعیم نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی محنت و مشقت کی عادت اورصحت کو قائم رکھنے اور جسم کو چست رکھنے کے لیے آپ کا کیا معمول تھا۔اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سست ہرگز نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے اور بارہا ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو جب کسی سفر پر جانا پڑتا تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے اور آپ پا پیادہ بیس پچیس میل کا سفر طے کر کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے بلکہ اکثر اوقات آپ پیادہ ہی سفر کرتے۔ پیدل سفر کرتے تھے اور سواری پر کم چڑھتے اور یہ عادت پیادہ چلنے کی آپؑ کو آخری عمر تک تھی اور ستر سال سے متجاوز عمر میں جبکہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں اکثر

روزانہ ہواخوری کے لئے جاتے اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے اور بعض اوقات سات میل پیدل پھر لیتے تھے۔‘‘

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز اردو نومبر 1916ء

بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ جولائی 2016ء)

مقابلہ کے آغاز سے قبل ہر حصہ لینے والے کو ایک نمبر الاٹ کیا گیا تھا۔مقابلہ کا آغاز محترم شمشاد احمد قمر، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے دعا سے کیا۔ مقابلہ کے متعین راستے پر طلبہ ڈیوٹی پر مقرر تھے اسی طرح مقابلہ کے دروان اور بعد میں ریفریشمنٹ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

تیز پیدل چلنے کے مقابلہ میں عزیزم ماموں احمد نے پہلی پوزیشن حاصل کی انہوں نے مقررہ فاصلہ 33منٹ اور 42 سیکنڈ میں مکمل کیا پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے نام یہ ہیں۔عزیزان ماموں احمد، فیاض احمد، ولید احمد خان، مبارز بھٹی، شہزاد احمد، ثمر بٹ، عدنان احمد بٹ، مبارز احمد، فرخ خرم، رانا توصیف، فہیم احمد اور فرحان مسرور احمد۔

گروپس کے لحاظ سے اول پوزیشن صداقت، دوم امانت، سوم دیانت اور چہارم قناعت نے حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ پوزیشن حاصل کرنے والے کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے، آمین۔آخر پر وائنڈ اپ مکمل کیا گیا اور بخیر و خوبی یہ مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: نمازجنازہ حاضر و غائب ...... از صفحہ 10

ایک ملنسار، مہمان نواز اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ چندوں کی بروقت ادائیگی کرتیں اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہوتی تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہری عقیدت تھی۔ آپ نے فیصل آباد شہر اور ضلع کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ لبنیٰ ظفر صاحبہ اپنی لوکل مجلس کی صدر لجنہ ہیں۔آپ کے ایک داماد مکرم بشیر احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا کے وائس پرنسپل ہیں۔

6- مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید مبشر احمد صاحب (ڈنمارک)

5/اکتوبر کو 70/ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد محترم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کا شمار 313 درویشان قادیان میں ہوتا ہے۔آپ کا رشتہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کروایا۔ شادی کے بعد آپ ڈنمارک چلی گئیں جہاں ایک لمبا عرصہ آپ کو لجنہ اماء اللہ میں خدمت بجالانے کا موقع ملا۔ کئی سال بطور صدر لجنہ بھی خدمت کی توفیق ملی۔ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور ذاتی تعلق تھا۔نماز کے قیام میں بہت پختہ تھیں۔ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ وقت پر نماز ادا کرنے کی تلقین کرتیں۔قرآن کریم سے آپ کو غیر معمولی محبت تھی۔ بہت سے بچے بچیوں کو آپ نے قرآن کریم پڑھایا۔ دعاؤں پر بہت یقین تھا۔ گھر میں چلتے پھرتے دعاؤں کا ورد کرتی رہتیں۔تہجد اور نوافل کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ تھیں۔ خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ قادیان میں کئی ضرورت مندوں کی مالی مدد کیا کرتی تھیں۔ ہر کسی کی خوشی غمی میں بھرپور انداز میں شامل ہوتیں۔مہمان نوازی آپ کا خاص وصف تھا۔ رمضان میں معتکفین کی سحری اور افطاری کرواتیں۔ الغرض بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بچے شامل ہیں۔آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم سید احسان احمد صاحب (مربی سلسلہ) بطور نائب مدیر الفضل انٹرنیشنل خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

7- مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل محمد صاحب مرحوم (دارالیمن وسطی حلقہ حمد ربوہ)

5/ نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب (امیر جماعت راہوں ضلع جالندھر) کی سب سے چھوٹی بہو تھیں۔ صوم صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صلہ رحمی کرنے والی، ہمدرد، غریب پرور، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کی بیٹی امۃ الحئی صاحبہ اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بچے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

ادارہ الفضل آن لائن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
۱۹۲۲ء کا سالانہ جلسہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

4/ دسمبر 1922ء دوشنبہ (سوموار)
مطابق 14/ ربیع الثانی 1341 ہجری

صفحہ اول پر 1922ء کے جلسہ کے انعقاد کا اعلان شائع ہوا ہے۔اعلان میں ذکر ہے کہ امسال جلسہ سالانہ 25 تا 27/ دسمبر منعقد ہوگا۔

صفحہ نمبر 2 پر حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ ناظر تالیف واشاعت کی جانب سے جلسہ کا پروگرام شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 2 پر ہی ہفتہ وار رپورٹس بابت لنگرخانہ حضرت مسیح موعودؑ اور دفتر محاسب شائع ہوئی ہیں۔

صفحہ نمبر 3 اور 4 پر اداریہ شائع ہوا ہے جو درج ذیل تین مختلف موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

1۔بانی آریہ سماج کی پر اسرار زندگی 2۔حضرت مسیحِ موعودؑ کی زندگی اور نومبائعین 3۔مسلمانانِ ہند اور اشاعتِ اسلام

صفحہ نمبر 5 تا 7 پر حضرت مصلح موعود کا خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ نومبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 7 اور 8 پر امرتسر میں آریوں سے مباحثہ کے تیسرے دن کی رُوداد شائع ہوئی ہے۔مذکورہ مباحثہ کا پس منظر اور اس کے پہلے اور دوسرے روز کی رُوداد کا مختصر ذکر مؤرخہ 23/ اور 30/ نومبر کے اخبار الفضل آن لائن میں شائع ہوئی ہے۔یہ رُوداد مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی کی تحریر کردہ ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221204.pdf

فقہی کارنر

خاص حالات میں پردہ کی رعایت

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

ایسی صورت اور حالت میں کہ قہر خدا نازل ہو رہا ہو اور ہزاروں لوگ مر رہے ہوں۔ پردہ کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ کی بیوی مرگئی، تو کوئی اس کو اٹھانے والا بھی نہ رہا۔ اب اس حالت میں پردہ کیا کرسکتا تھا۔مثل مشہور ہے۔مرتا کیا نہ کرتا۔مردوں ہی نے جنازہ اٹھایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دین اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خوامخواہ تنگی و حرج کرتا ہے، وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی پردے میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنا دئے ہیں۔ جو جو تجاویز اور اصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ اسے توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحت وقت کے موافق عمل کرتی ہے۔کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے۔

(رسالہ الانذارِ تقریر حضرت اقدسؑ 2/ مئی 1898ء بحوالہ ملفوظات جلد اوّل صفحہ 171)

(مرسلہ:داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان ولادت

مکرم انیس رئیس۔ جاپان سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم محمد شفیع میمن مربی سلسلہ تنزانیہ و ریحانہ عفت صاحبہ کو مؤرخہ 16/ نومبر 2022ء کو تین بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بیٹے کا نام ’’جری اللہ شفیع میمن‘‘ تجویز ہوا ہے۔نومولود مکرم محمد صدیق میمن آف مورو سندھ کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر شبیر احمد آف نورنگر سندھ کا نواسہ ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک صالح اور خادم دین بنائے نیز بچہ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ آمین

ایک سبق آموز بات

جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا... اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے اور خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہئے اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے اور اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 272)

مرسلہ: قاسم محمود۔ اسکاٹ لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

3/ دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:22	17:38
مدینہ منورہ		05:27	17:33
قادیان		05:46	17:24
ربوہ		05:25	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:18	15:58